Registered

No. L. 89.

ہفتہ وار نور افشاں لودیانہ

آفتابِ صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۰) مطبوعہ ۶ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء بروز جمعہ جلد (۲۷)

گلدستۂ اخبارات

اخبار رفیق ہند لاہور ۱۴ اکتوبر ۹۹ء سے ہم شایع ہونا شروع ہو گا + **آرنج** فری سٹیٹ جس نے ٹرنسوال کی طرفداری کھلم کھلا اختیار کی ۱۴ ہزار فوج جرار میدان میں لا سکتا ہے۔ اور ٹرنسوال والے کچھ زیادہ لانے کا دعویٰ کرتے ہیں + **لندن** سے خبر آئی رائل انجنیئرز فوج کا بیلون سکشن بھی ٹرنسوال بھیجنا قرار پایا + جنگ میں غبارہ بازی سے کام لیں گے اور سامان بذریعہ ڈاک جہاز روانہ کیپ ہو گیا + **سرحد** شمال کے مقام ونڈی پر ۵۰۰ ۳ گورہ فوج تیار پڑی ہے + ۱۴۰۰ فوج جرار جنوبی افریقہ کو اور بھیجی جاویگی اس میں دو سو افسران ہونگے دخانی جہاز موسومہ بروم کاسل میں جاویگی + **مہم** ٹرنسوال کی باربرداری کے لئے امریکا سے خچر منگوانے کا انتظام کیا گیا۔ تین ہزار خچر نیو آرلینس سے جہاز پر سوار ماہ اکتوبر میں جنوبی افریقہ کو روانہ کئے جاویں گے + **لارڈ کرامر** اور سٹر جے۔ ایل۔ گارسٹ وزیر خزانہ روانہ مصر ہو گئے ہیں + **وسط ایشیا** میں جو تازہ ترین روسی ریلوے بحیرہ خزر سے خیوا تک تیار ہونے والی ہے یہہ تجارتی اور پولیٹکل شاخ ہوگی ابتدائی پیمائش کرنے کا حکم دیا گیا ہے + **جو گورہ فوجیں** جہازوں میں سفر کرتی ہیں ان کے لئے حکم ہوا ہے کہ دوران سفر میں بیر شراب مفت یا قیمتاً دینا بند کیا جاوے + **آرنج** فری سٹیٹ کی والسکراڈ نے فیصلہ کر کے اپنی گورنمنٹ کو تاکید کی کہ امن قایم رکھنے کی بحد

کوشش کی جائے۔ مگر ایسا نہ ہو کہ دونوں جمہوروں کی عزت اور آزادی میں فرق آئے۔ یہہ بھی کہا کہ برطانیہ اعظم سے لڑنا مجرمانہ ہے لیکن ہر حالت میں آرنج فری سٹیٹ ٹرنسوال کی طرفداری پر ایستادہ مجبور ہے + **کیپ** ٹون میں طرفداران وزارت کا جلسہ ہوا حضور قیصرہ کی خدمت میں عرضی بھیجنا قرار پایا ہے۔ اسی عرضی میں ٹرنسوال کے ساتھ لڑنے کی برائی کی گئی ہے اور چاہا ہے کہ معاملہ فرنچایز پر شرکہ تحقیقات کیجاوے + **آنریبل** مسٹر۔ اے۔ جے بلفور رکن دولت برطانیہ نے ڈنڈی میں ٹرنسوال کی بابت تقریر فرمائی آپ نے مسٹر چیمبرلین کی باتوں کو دوہرایا کہ ٹرنسوال کے ساتھ تصفیہ کرنے میں ہماری طرف سے کوئی کسر نہ رکھی گئی + **کوشش** یہہ تھی پُرامن و پُرعزت تصفیہ کیا جائے اور اگر کوشش ناکام ہو گی تو سراسر ذمہ ٹرنسوال کا ہو گا + **فرمایا** کہ دیگر سرداران گورنمنٹ اب تک امن کی کل امیدوں سے ناامید نہیں ہیں لیکن اپنی خاص رائے یہہ بتلائی کہ اس نقطہ تک پہنچ گئے جہاں ٹرنسوال ماننے سے انکار کرتا ہے لیکن برطانیہ اعظم ہرگز نرمی نہ کریگا جنوبی افریقہ اور تہذیب اور عزت کے معاملات ایسے اڑے ہیں کہ برٹش کا دبنا بالکل ناممکن ہے + **ولایت کے** اعلیٰ احکام جنگ خوش ہیں کہ ہند سے فوج بھیجنے میں ایسی چستی و پھرتی سے تعمیل کی گئی + **لندن** کی پبلک اس بات پر ناخوش تھی کہ خود ولایت میں روانگی کے سامان میں تاخیر ہوئی تھی + **واٹرلو سٹیشن** پر عظیم رونق فوجوں کی روانگی پر خوش ہوتے ہیں شاد یانے کرتے ہیں کچھ فوجیں کیپ ٹون اور کچھ نٹال میں اُتریں گی + **انگلستان** میں مزید فوجوں کو بھی روانگی

کیپ کے لئے تیار رہنے کا حکم ہوا ہے اس میں فوج گارڈز بھی شامل ہے + **قبضہ** ڈیلاگوا بے کی نسبت انگلش و جرمن میں جو معاہدہ ہوا تھا اب تک مخفی تھا عنقریب شایع کیا جاویگا + **سوڈان** کے جدید حملہ کی تیاریوں کے متعلق یہہ بات ہے کہ سردار کچنر نیل ابیض کا دورہ کر کے آویں گے تب قرار دیں گے کہ جبل کہدیر خلیفہ کو کیونکر قابو کرنا چاہئے۔ لارڈ کرومر کے مصر پہنچنے پر مہم کی تجویز کی جائیگی لارڈ موصوف مصر کو روانہ ہو چکے ہیں + **خدیو مصر** وائنا سے واپس روانہ قاہرہ ہوئے براہ برنڈزی آئیں گے + **ویرو شین** پارلیمنٹ میں جن عہدہ داران نے مسودہ نہر کی مخالفت کی ان کو نصف تنخواہ پنشن دیکر علیحدہ کر دیا۔ اس سے تمام عملہ گورنمنٹ میں ناراضی ہے وزیر داخلہ اور وزیر تعلیم مستعفی ہو گئے ان کی جگہہ نئے مقرر کئے گئے کنسرویٹو فریق نے متفق ہو کر قسم کھائی اگلے اجلاس میں بھی اُس کو پاس نہ ہونے دیں گے + **بارسیلونا** میں بارہ ہزار مالکان کارخانہ نے سرکاری ٹیکسوں کے دینے سے انکار کر دیا۔ مالکان اراضی نے بھی ان کی تقلید پر کمر باندھی ہے ملکہ سپین سوچتی ہے کہ کیسے رعب محسوس کرائیں + **صاحب** امیر کابل نے قطعی حکم دیا کہ برٹش نمک افغانستان میں داخل نہ ہونا چاہئے۔ جو چاہیں کریں + **طوفان** دارجلنگ سے وہاں پانسو آدمی ضایع ہوئے۔ شمالی بنگالہ میں اس غضب کے نقصان کی تفصیل نہیں ہو سکی + **سیکم** میں بھی بربادی ڈھائی وہاں کا رستہ بند ہے بر آں مزید بربادیوں کی خبریں آ رہی ہیں توبہ! **راجپوتانہ** مالوہ ریلوے کے سٹیشن کلول سے بیجاپور تک

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی۔ ڈی۔ ایڈیٹر

پادری ایچ۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب } ایڈیٹوریل
پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب۔ پادری جیمل سنگھ صاحب
مسٹر الیشع ناصر صاحب۔ مسٹر مسیح الدولہ صاحب } کارسپانڈنٹس
پادری گھاربناتھ صاحب منت

وہ کانفرنس جو منصوری میں ۱۴ ستمبر سے ۲۳ ستمبر تک بائبل کے مطالعہ اور مسیحی کام کے طریقوں پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئی بڑی کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔ اس کانفرنس میں کثرت سے مسیحی کاندے اور مشنری شامل ہوئے۔ الہ آباد کے پادری سی۔ اے۔ آر۔ جانور میر مجلس تھے ؎

اس کانفرنس کے متعلق بائبل کے مطالعے کے لئے آٹھ جماعتیں مقرر کی گئیں جن میں اس بات پر زور دیا گیا کہ بائبل کو باقاعدہ طور پر مطالعہ کیا جاوے تاکہ اس ملک میں کلیسیا کی روحانی ترقی ہووے۔ منصوری اور لنڈھور کے مسیحی سکولوں میں بشارت کے جلسے بھی کئے گئے یقین ہے کہ ان جلسوں کے وسیلے سے بہتوں کو فایدہ پہنچا ہے اور مناسب وقت پر اُس کا پھل نظر آویگا۔

اس کانفرنس میں ذیل کے ضروری مضامین پر بحث ہوئی (۱) کس طرح سے بائبل کو پڑھنا چاہیے (۲) غیر مسیحیوں کے مذاہب کے کیسا پیش آنا چاہیے (۳) ہندوؤں کے ضمیر کو کس طرح جگا سکتے ہیں؟ (۴) علم ادب اور مشنز (۵) سنڈے سکول (۶) کرسچن انڈیور سوسائٹی (۷) ینگ مینس کرسچن ایسوسی ایشن (۸) ہندوستانی کلیسیاؤں میں سیلف سپورٹ۔ (۹) دیہات میں کام ؎

التماس۔ مضامین بھیجنے کے لئے ہم اپنے نامہ نگاروں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مگر بعض نامہ نگار غلط فہمی سے ایک پیسہ کا ٹکٹ لگا کر پیکٹ مضمون کا روانہ کر دیتے ہیں۔ یہہ بات قواعد ڈاک خانہ کے خلاف ہے۔ اس لئے براہ مہربانی مضمون کے پیکٹ پر دو پیسہ کا ٹکٹ لگا کر ارسال فرمایا کریں ؎

دورہ حضور وایسرائے۔ حضور وایسرائے نے بہت اچھا کیا کہ راجپوتانہ کے فصلی مصائب کا لحاظ کر کے اس علاقہ کے دورہ کو اپنے پروگرام سے نکال دیا اس سے حضور وایسرائے بہادر کی بیدار مغزی اور ہوشیاری پائی جاتی ہے۔ اس سے پروگرام میں دو ہفتہ کی بچت ہو گئی یہہ مفید تر کام میں خرچ کیجاویگی دہلی تک پروگرام ٹھیک ہوگا آخری حصہ بھی بدستور ٹھیک رہیگا یعنے گوالیار و بھوپال جانا۔ بیچ کی تفاوت اس طرح پر کی جاویگی کہ ایک تو لکھنؤ میں دربار کیا جاویگا جس میں کل تعلقہ داران اودھ اور درباریان ممالک شمال مغرب مدعو کئے جاویں گے اور اس کے سوا حضور وایسرائے پرائیوٹ اور مختصر طور پر چند قحط زدہ و طاعون زدہ مقامات کا سرسری معائنہ کرنے کو تشریف لے جاویں گے اور رعایا کی کیا حالت ہے اور انتظام کی کیا صورت ہے اس کو بچشم خود دیکھینگے لکھنؤ کا دربار تعلقداران کے زور دینے پر منظور کیا جاویگا۔ یہہ یکم دسمبر کو ہوگا اور اُسی شان و شوکت کا دربار ہوگا جیسا کہ ۱۸۸۲ء میں حضور لارڈ رپن صاحب بہادر کی تشریف آوری پر ہوا تھا ؎

خوشی کی بات ہے کہ جیسا امرتسر میں کارروائی دفاتر و تجارتی سکول قایم ہوا ہے۔ ویسا ہی ایک اسکول دہلی کی میونسپل کمیٹی نے دہلی میونسپل بورڈ اسکول کے ساتھ قایم کر دیا ہے جس میں مندرجہ ذیل مضامین کی تعلیم دی جاویگی (۱) انگریزی کا معیار انٹرنیس تک۔ (۲) سرکاری و تجارتی خط و کتابت (۳) خلاصہ لکھنا۔ (۴) خوش خطی (۵) بہی کھاتہ (۶) تجارتی حساب و تجارتی جغرافیہ۔ پنجاب یونیورسٹی ایک سالانہ امتحان لیکر کامیاب طلبہ کو سارٹیفکٹ عطا کریگی۔ درجہ میں امتحان انٹرنیس کے برابر اور افادہ میں اس سے بڑھکر ہے۔ جو خاص واقفیت اس سے حاصل ہوگی وہ نوجوانوں کو سرکاری و ریلوے اور سوداگروں کے دفتروں میں عہدے پانے کے لایق بناویگی اور علاوہ ازیں ان سرٹیفکیٹ وِدیگر اسامیوں کے امتحان میں مقابلہ کرنے میں قطعی فایدہ بخشیگی۔ امید ہے کہ دیگر شہروں میں بھی دہلی اور امرتسر کی تقلید کی جائیگی۔ یورپ و امریکہ میں بہت سے مدرسے ہیں جن میں تجارت کا ڈھنگ سکھلایا جاتا ہے اور جب نوجوان وہاں سے تعلیم پاکر نکلتے ہیں تو دنیا میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرتے ہیں ؎

سنبرف۔ روئے زمین کے تین مقامات پر سبز برف دیکھی گئی ہے۔ ان میں سے ایک آئسلنڈ میں کوہ ہکلہ کے قریب ہے۔ دوسرا ادبی کے دہانہ سے چودہ میل کے فاصلہ پر۔ اور تیسرا کوئیٹو (جنوبی افریقہ) میں ہے ؎

نفس کُشی

آدمزادوں میں سے جتنے معلم و ہادی و ریفارمر گذرے ہیں وہ سب بنی آدم کی گناہ مایل طبیعت اور مزاج کو دیکھکر اور اُن کی رضامندی چاہ کر ایسے مسائل کی وعظ اور نصیحت کرتے ہیں جن میں انسان کے نفس کی پرورش ہو اور جسمانی اور نفسانی خواہشات کی اُمنگ دل میں پیدا ہو لیکن اگر کوئی محقق بنکر دیکھے اور خداوند یسوع مسیح کی تعلیم و ہدایت کو پڑھے اور اُسپر سوچے تو اس کو بخوبی معلوم ہوگا کہ اس کی تعلیم اعلیٰ درجے کی نفس کُشی اور ریاضت قلبی سکھلاتی ہے۔ اس نے اپنے معتقدوں کو صاف صاف لفظوں میں فرما دیا کہ جو اس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں ان کو ضرور ہے کہ اپنے نفس کا انکار کریں اور اپنی زندگی کے ہر روز اس کی صلیب اٹھا کے اس کی تعلیم و نصیحت کے بموجب اس کی پیروی کریں اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو وہ اسکا شاگرد کسی صورت سے ہو نہیں سکتا۔ اپنی تمام تعلیم و تلقین میں خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو بخوبی سکھلایا ہے کہ حظائظ دنیاوی اور لذائذ جسمانی و نفسانی سے پرہیز اور اپنے نفس کے خلاف کرنا مسیحی لوگوں پر فرض ہے۔ اس مضمون میں خاص کر تین باتوں کا ذکر ہوگا جو اس مسئلہ کو بخوبی طور سے صاف اور واضح کر دینگی ٭

اوّلاً۔ نفس کُشی کی کیوں ضرورت ہے۔ ثانیاً۔ کس طور سے انکار اور پرہیز لازم ہے۔ ثالثاً۔ اس فضل کی بنیاد کیا ہے ٭

اوّلاً۔ نفس کُشی کی کیوں ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ بسبب گناہ کی خرابی اور بُرائی کے گناہ کے زہریلے اثر نے انسان کے روح و بدن دونوں کو ناپاک بنا دیا ہے٭ اور خلاف مرضی خالق افعال کردنے میں ہمہ تن مصروف کر دیا ہے اور اس کے خیالات و قیاسات و افعال گناہ آلودہ ہو گئے ہیں جو اس کے خالق و مالک خدا کی پاک مرضی کے بالکل برعکس و برخلاف ہیں۔ گناہ کی زیادتی نے اس معاملے کو یہاں تک پہنچایا ہے کہ انسان کے اندر اس کے نفس نے جس کو نفس امّارہ کہتے ہیں یہاں تک سرگردانی اور روگردانی اور بغاوت اختیار کی ہے کہ بلا تحاشا و بے عذر و بے لگام ہو کر ہوا و ہوس کے دام میں پھنسا ہوا اسکر شب و روز شتر بے مہار کی طرح اُڑا پھرتا ہے۔ اس کے یہہ تمام افعال اس کے مالک و خالق کی مرضی کے بالکل خلاف ہیں اور ان ہی کے سبب سے انسان مستوجب سزا و عذاب ہوا ہے اور رات و دن اس کے سر پر آفتوں اور مصیبتوں کا عالم چھایا رہتا ہے نہ اس کے جسم کو راحت حاصل ہے اور نہ اس کی روح کو آرام ہے اور اس لئے بیچینی اور اضطرابی سے مجنوں وار جدھر کو کوئی کچھ ذرا سا بھی فریب دہی سے ہی کیوں نہ ہو جھکاتا ہے فوراً جھک جاتا ہے اور اس لئے انواع و اقسام کے مذاہب ایجاد انسانی کے مغالطے اور فریب میں آ کر ہزار طرح کی مشکلات میں مثل ماہی در دام کے اپنی جان سے تنگ آ جاتا ہے۔ اب نہایت ضرور ہے کہ اس حالت زار اور خطرناک سے واپس ہو کر بہبودی اور سلامتی کی طرف رجوع کیا جاوے ورنہ گناہ آلودہ حالت اس کو نہ صرف متذکرہ بالا مصیبتوں ہی کا منہہ دکھلائیگی بلکہ اُس کی قیمتی اور غیر فانی روح کو دوزخ کے ابدی عذاب تک پہنچا دیگی جہاں اس کے روح اور بدن کی ابدی اور خوفناک ہلاکت انسان کو ہمیشہ تک دامنگیر رہیگی۔ جس ہمیشگی کا حساب کبھی علم ہندسہ دان کی عقل میں بھی نہ آویگا۔ یعنے لازوال زمانے تک اپنے شامتِ اعمال کا عوض پاتا رہیگا۔ اب ایسی مصیبت اور تکلیف سے بچنا ہر فرد بشر پر لازم و مناسب ہے۔ پر کیونکر بچ سکیں بس اس سے بچنے کا صرف نفس کُشی ہی ایک طریقہ ہے جس کے ذریعے سے یہہ کام پھر درست ہو سکتا ہے۔

ثانیاً۔ کس طور سے انکار اور پرہیز لازم ہے۔

اس کا جواب لوگ کئی طرح پر دیتے ہیں اور اس مقدمہ کی غلطی سے انواع و اقسام کی بدعات پیدا ہو گئی ہیں جو دینداروں کی نظروں میں فضول اور بیہودہ اور عالموں اور تعلیم یافتہ کی آنکھوں میں ہنسی کے لائق ہیں اکثر لوگوں نے خلاف نفسی کے لئے انواع و اقسام کے زہد اور طبیعت کے سخت برخلاف اور مشکل اور تکلیف دہ جسم کے کام اپنی جان پر گوارا کئے ہیں جن سے نفس کا انکار نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے روح کو کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً اپنے نفس کو مارنے کے لئے گھر بار کام کاج سب کچھ ترک کر بیٹھنا اور فقیر بن جانا۔ اپنے بدن کو قسم قسم کی

٭ فٹ نوٹ۔ مطلب یہہ ہے کہ انسان میں گناہ کی طبیعت پیدا ہو گئی ہے اگر انسان میں برائی کی رغبت نہ ہوتی اور آدم کے گناہ میں شامل نہ ہو گئے ہوتے تو پھر اس صورت میں نفس کُشی کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ کیونکہ اول خدا نے یہہ نفس بنی انسان کو اپنے جلال اور بزرگی کے لئے بخشا تھا تاکہ خدا کی راہ میں خرچ ہو۔ لیکن جب گناہ نے دخل پایا تو یہہ نفس بگڑ گیا اور طبیعت بغاوت خدا کی نافرمانی اور بغاوت پر راغب ہوئی۔ اس واسطے اب نفس کی اطاعت کرنی گناہ ہے اور اس کو مارنا اور مغلوب کرنا بنی آدم پر فرض ہے اور اس کے بدون روح کی خلاصی نہیں ہو سکیگی۔ اور کوئی دینی فرض ادا ہونا اُس کے بغیر ناممکن ہے۔

حقیقتاً یہہ کام نہایت مشکل ہے خداوند یسوع مسیح نے جو انسانی نفس کے ظلم سے بخوبی واقف تھا اور خود بڑا بھاری اور اعلیٰ نفس کُش تھا اس نفس کُشی کو اس مشکل کے سبب سے اپنا داہنا ہاتھ کاٹنا یا اپنی دہنی آنکھ کے نکال ڈالنے کے برابر بتلایا ہے

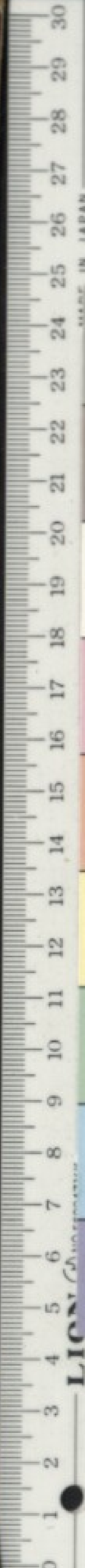
سختیوں میں ڈالنا۔ مثلاً ایک ٹانگ کے بل کھڑے رہنا۔ اپنے ہاتھ کو اُوپر اُٹھائے رکھنا جب تک کہ وہ سوکھکر کانٹا ہو جاوے۔ پانچ آگ کی دھونیوں کے بیچ میں بیٹھکر اپنے بدن کو سڑانا ننگے پاؤں رہنا۔ زمین پر نیچے سونا وغیرہ وغیرہ یہہ تمام کام لوگوں نے اس کے متعلق سمجھ رکھے ہیں۔ اور نیز اور قسم قسم کی تکلیفات اپنے پر گوارا کرتے ہیں پر ان باتوں سے نفس کُشی ظاہر نہیں ہوتی۔ اب میں مختصراً اُن چیزوں کا ذکر کرتا ہوں کہ جن سے نفس کو مغلوب کرنا چاہئے اور اگر ان میں پرہیز اور اعتدال کام میں لایا جاوے تو ضرور نفس کُشی کا مدعا حاصل ہوگا اور انسان کی گناہ آلودہ طبیعت بگاڑ سے سدھار کی طرف رجوع کرنے پر مایل ہوگی

شوق کھانیکی افراط کا۔ واضح ہو کہ انسان کو خدا نے اشرف المخلوقات بنا کر ہر قسم کی نفیس اور لذیذ چیزیں اور عمدہ عمدہ میوجات اور ہزارہا نعمتیں بخشدی ہیں پر انسان کو کھانوں کی افراط سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اکثر پرہیز کو کنجوسی اور بخل سمجھتے ہیں لیکن مسیحیوں کو اس کے سچے معنوں سے واقف ہونا اور پرہیزی کو کام میں لانا ضرور ہے اگر نہ کریں تو صرف گنہگار ہی نہیں ہونگے بلکہ اپنے جسم اور جان میں دُکھ اُٹھاوینگے۔ فی الحقیقت کھانے اور پینے کی لذت دنیا میں ایک بڑی عیش ہے۔ لیکن اعتدال سے زیادہ ان کا برتنا صرف گناہ ہے اس میں نفس کا خلاف چاہئے کیونکہ یہہ لذت ہمیشہ موجود نہیں رہتی۔ صبح کا کھانا کھایا ہوا آدمی کو شام کے وقت تک یاد نہیں ہوتا۔ اچھے سے اچھا لذّت دار کھانا بھی آدمی کو ہمیشہ کے لئے سیر نہیں کر سکتا۔ جیسا جسم فانی ہے ویسی ہی جسمانی لذائذ بھی فانی ہیں۔ یہہ لذت حیوانی ہے اور حیوان کی طرح سے اس کا استعمال نہ چاہئے اور حیوانی شہوتوں اور خواہشوں کا پابند انسان کو نہ ہونا چاہئے۔ جو آدمی لذات جسمانی اور کثرت کھانے اور پینے میں دل لگا رکھتا ہے اور کھاؤ ہے وہ روحانی چیزوں کی لذت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بہت کھانے کے سبب سے وہ کسی کام کے لایق بھی نہیں رہیگا اور غالباً کئی قسم کے امراض اس کے بدن میں پیدا ہو جاویں گے۔ بس ضرور ہے کہ کھانے اور پینے میں اعتدال کام میں لایا جاوے اور جن لوگوں کو خدا نے اچھی اچھی نعمتیں بخشی ہیں ان کو چاہئے کہ اُن کو بھی اعتدال کے ساتھ کام میں لاویں نہ کہ نفس پرُی کے لئے بے حد کھانے اور پینے سے اپنے خالق کو بھی فراموش کریں اور بے موقع کھانے سے خود بھی تکلیفات میں پڑیں۔ اور یہہ شوق بدون انکار نفس کے دوُر نہیں ہو سکتا +

شوق پوشاک کا۔ اگرچہ آدمی کی بے گناہی میں پوشاک کی ضرورت نہ تھی لیکن جب سے کہ آدم کو نیکی اور بدی کی پہچان کا علم ہو گیا ہے۔ تب سے وہ کپڑوں کا محتاج ہو گیا ہے اور اس کو ضرورت پڑتی ہے کہ اپنے آپ کو کپڑوں سے ڈھانپے۔ لیکن اب انسان کی ساخت و بناوٹ نے پوشاک کی شان کو یہاں تک بڑھایا ہے کہ انسان پوشاک اور زیبایش کی طرف ایسا لگ جاتا ہے کہ اپنے بناؤ سنگار میں اور سب کچھ فراموش کر ڈالتا ہے۔ نئے نئے فیشن کی پوشاکیں زیب تن کر کے انسان اپنے کپڑوں میں پھولا نہیں سماتا اور فخر اور تکبر اور اعلیٰ مزاجی اس کے سر میں سما جاتی ہے۔ پر نفس کُشی اس امر کی مانع ہے بدن کے ڈھانپنے کے لئے کپڑوں کی ضرورت تو ضرور ہے مگر قسم قسم کی پوشاکوں اور نفیس اور قیمتی کپڑوں کے شایق ہونا روحانی آدمی کے لئے واجب اور لایق نہیں ہے۔ غرض اس میں بھی اعتدال لازم ہے اور یہہ شوق بدون انکار نفس کے دور نہیں ہو سکتا +

دولت کا شوق۔ کلام مقدس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ زر کی دوستی خدا کی دشمنی ہے۔ مگر چونکہ دنیا کے تمام کام دولت ہی کے ذریعہ سے طے ہوتے ہیں اس لئے حصول دولت کے پیچھے انسان کا دل ایسا لگتا ہے کہ شاید ہی کسی دوسری چیز کی طرف لگتا ہوگا۔ اور اس کے حاصل کرنے کے لئے انسان وہ طریق اکثر کام میں لاتا ہے کہ جو سراسر گناہ و بُرائی اور سبب عذاب الٰہی کے ہیں۔ اس کے لئے انسان بالکل نفس کا بندہ بن جاتا ہے اور پھر کوئی بھی بُرائی ایسی نہیں جو یہہ کرنے سے رُک سکے۔ ضد۔ دشمنی۔ کینہ۔ بغض۔ قتل۔ چوری اور بے شمار گناہوں کا مرتکب ہو کر نفس پرور بنجاتا ہے۔ اس مضمون کو طول دینے کے خوف سے اس کو اتنے ہی پر ختم کرتا ہوں کہ دولت کا شوق تمام بُرائیوں کی جڑ ہے +

مگر یہہ تینوں باتیں ظاہری اور جسمی لحاظ سے ہیں اگرچہ نفس کُشی کے بیان میں انکی بھی ضرورت ہے جیسا کہ بیان ہو چکا۔ مگر سب سے زیادہ بڑھکر انسان کے دل کا بدلنا ہے یعنے خواہشات و خیالات کا منبع اور ماخذ دل ہے اور چشمہ دل ہے۔ دل کا مارنا اور دوسرے لفظوں میں اس کو "سنجم" یا نفس کُشی کہتے ہیں آدمی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا کہ دل مثل خزانے کے ہے۔ اچھا آدمی اپنے دل کے اچھے خزانے سے اچھی چیزیں باہر لاتا ہے اور بُرا آدمی بُری چیزیں۔



دل کا بُری اور ناپاک چیزوں۔ مثل زنا۔ مَے مستی اُوباشی۔ بدگوئی۔ مغروری۔ جھوٹ۔ فریب۔ قتل۔ چوری وغیرہ وغیرہ سے الگ رکھنا اصل نفس کشی ہے۔ ان چیزوں کی طرف دل کا میلان اور رغبت زیادہ ہے۔ ان تمام گندی اور ناپاک باتوں سے نفس کو روکنا اور لگام دیکر رکھنا حقیقی نفس کشی ہے*

راقم

جے۔ ایس

بقیہ

اُمّہاتُ المومنینؓ

اور ڈاکٹر صادق علی صاحب کپورتھلوی

ڈاکٹر صادق علی صاحب صفحہ ۹ میں بجواب ڈاکٹر شایق صاحب فرماتے ہیں کہ ”میرا مطلب یہہ نہیں ہے کہ جو واقعات آپ نے لکھے ہیں وہ سب غلط ہیں“

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے

مطلب یہہ کہ صحیح ہیں۔ اگر صحیح ہیں تو ڈاکٹر شایق کو کوسنے سے کیا فایدہ۔ محمد کو کوسئے جس نے ایسا ناپاک نمونہ آپ کے اور دنیا کے سامنے پیش کیا اور بہتوں کو راستی سے گمراہ کیا*

پھر ڈاکٹر صادق علی صاحب اس صفحہ ۹ پر ابراہام موسیٰ۔ داؤد و سلیمان کے زیادہ نکاحوں اور لونڈیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ ”جو فعل اُن نبیوں کے واسطے آپ کے اعتقاد کے موافق بھی نبوت کا منافی نہیں ہوسکتا ہے۔ رسول عربی کے لئے کس طرح منافی نبوت ہوسکتا ہے“ اگر آپ ہمارے خیال اور اعتقاد پر چلتے ہیں تو وہ یہہ ہے کہ ان بزرگوں سے خطا اور گناہ ہوئے یہہ کوئی نیکی کا کام نہ تھا۔ اور انہوں نے یہہ کام خدا کے ذمہ نہیں لگایا۔ مگر محمد نے اپنے گناہوں کو خدا پاک کے ذمہ لگایا۔ اس لئے اس پر حرف ہے۔ پس آپ کے فرمانے کے مطابق یہہ کام نبوت کے منافی نہ ہوں۔ مگر گنہگار تو ثابت کرتے ہیں اور محمد کو اول۔ پس ڈاکٹر شایق صاحب کا دعویٰ ثابت ہوگیا کہ محمد سے گناہ ہوا۔ پس مولوی محمد حسین بٹالوی سے ہزار روپیہ کا انعام دلوائے۔ تاکہ امہات المومنین کی ایک اور اشاعت ہوجاوے*

پھر آپ داؤد کی زناکاری کا ذکر کرتے ہیں صفحہ ۱۰ کہ جب اُنہوں نے یہہ کیا اور نبی بنے رہے تو رسول عربی کا یہہ ”فعل اُن کی نبوت کا کیونکر منافی ہوسکتا ہے“ من چہ سرایم و تنبورہ من چہ سراید۔ حضرت داؤد کے اس فعل کو کیا خدا نے منظور کیا؟ بلکہ خدا نے اس کو سخت تنبیہہ کی اور ملامت کی۔ اور داود نے اپنا گناہ قبول کیا۔ ناتن نبی داؤد کے پاس آکر کہتا ہے کہ

تو نے کیوں خداوند کے حکم کی تحقیر کرکے اس کے آگے بدی کی۔ کہ تو نے حتی اوریاہ کو تیغ سے قتل کروایا۔ اور اس کی جورو کو لے کے اپنی جورو کیا۔ اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ایک آفت کو تیرے ہی گھر سے تجھ پر اُٹھاؤنگا.... تب داؤد نے ناتن کو کہا کہ میں خداوند کا گنہگار ہوں۔ ۲۔ سموئیل ۱۲: ۷ تا ۱۴۔ یوں ہی سلیمان کی بدی پر خدا نے اسے ملامت کی۔ محمد کا خدا اُسے زینب اپنی بہو کے لے لینے اور بے نکاح اس سے ہم بستر ہونے سے کیوں ملامت نہیں کرتا۔ جس طرح داؤد اور سلیمان کو ان کے گناہوں پر ملامت کی گئی۔ لہٰذا محمد کی گنہگاری صاف ثابت ہے۔ سو محمد حسین سے ہزار روپیہ دلوائے۔ کہ امہات المومنین محمدیوں کی روحوں کی بھلائی کے لئے شایع کرکے مفت تقسیم کی جاوے*

پھر مسٹر صادق علی صفحہ ۱۰ پر امہات المومنین کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”یہہ بھی دنیا کی عزت اور معاش کا ذریعہ ہے“ کیوں جناب آپ سچ فرماتے ہیں۔ کہ یہہ معاش کا ذریعہ ہے۔ جس حال کہ سینکڑوں کتابیں مفت تقسیم کی گئیں۔ کسی وقت تو سچ بولا کرو۔ ہر بات پر جایز رکھتے ہو۔ معاش کا ذریعہ آپ نے نکالا ہے یا شایق صاحب نے۔ ناظرین انصاف کریں ڈاکٹر صادق علی کی کتاب ۴ سے زیادہ لاگت کی نہیں۔ قیمت اس کی ایک روپیہ رکھی ہے کہ امہات المومنین کے جواب کے نام سے لوگ ضرور خریدیں گے۔ یوں ٹکے کھڑے کرلئے دور کی سوجھتی ہے*

صفحہ ۱۵ پر صادق علی صاحب خیال فرماتے ہیں کہ شایق صاحب نے کثرت ازدواجی پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ یہہ بات نہیں بلکہ اعتراض یہہ ہے کہ محمد صاحب نے عورتوں کو جمع کیا۔ عیاش ہوکر۔ اور یہہ گناہ ہے۔ مگر آپ کے نزدیک عیاشی گناہ نہیں۔ کیونکہ دنیا و آخرت میں محمدیوں کے لئے عورت سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔ چنانچہ مشارق الانوار میں حضرت علی سے روایت ہے کہ دنیا میں عورت اور آخرت یعنے بہشت میں حوریں سب سے بڑی نعمتیں ہیں۔ پھر ایسے لوگ عیاشی اور پرہیزگاری میں کیا تمیز کرسکتے ہیں۔ پاکی اور ناپاکی کا فرق کیا معلوم کرسکتے ہیں۔ مسیحیوں کے نزدیک دنیا میں پاکیزگی۔ اور عاقبت میں دیدار الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ جس سے محمدی محروم ہیں۔ خداوند یسوع نے فرمایا ہے کہ مبارک وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ خدا کو دیکھیں گے۔ متی ۵: ۸۔

پھر رسول مقبول عبرانیوں کے ۱۲: ۱۵ میں فرماتا ہے پاکیزگی کی پیروی کرو جس کے بغیر خداوند کو کوئی نہ دیکھیگا۔ بہت عورتوں سے بہت تعلق رکھنے پر الہامی کلام یوں ہے۔ اپنی دولت عورتوں کو مت دے اور اپنی راہیں بادشاہوں کے بگاڑنے والیوں کی طرف نہ نکال۔ امثال ۳۱: ۲۔ مگر آپ ان حقیقتوں کو کیا سمجھیں گے۔ جبکہ آپ کے واسطے سوائے عورت کے کوئی نعمت دین و دنیا میں نہیں۔ چنانچہ خود آپ کے حضرت فرماتے ہیں کہ "میں بغیر عورت کے نہیں رہ سکتا"۔ بس گناہ ثابت ہے۔ لہذا توبہ کیجئے اور بٹالوی محمد حسین سے روپیہ دلوائے کہ امہات المومنین کا تحفہ محمدیوں کے ہاتھ میں مفت دیا جاوے +

صفحہ ۴۰ پر فرماتے ہیں کہ "اگرچہ مصنف امہات المومنین ان کو بانی اسلام کی نبوت پر اعتقاد نہ ہو۔ مگر یہہ تو ممکن نہیں کہ اُن کی حالت سے بالکل ناواقف ہوں۔ اتنا تو ضرور جانتے ہونگے کہ بانی اسلام نے نہایت تاریکی کے زمانہ میں ایک بڑی بہادر سرکش۔ جاہل۔ شریر اور مشرک قوم کو جو کبھی کسی شہنشاہ کے بھی تحت حکم نہ ہوئی تھی۔ صرف ۲۲۔ ۲۳ سال کی ذاتی کوششوں سے ایک خدا کی پرستش کرنے والی۔ بت پرستی سے نفرت کرنے والی۔ زنا۔ شرابخواری۔ قمار بازی۔ چوری۔ راہزنی سے اجتناب کرنے والی بنا دیا"۔

اب اس پر میں کیا لکھوں مسٹر صادق علی تو واقعات پر خاک ڈال رہے ہیں۔ جان بوجھکر اُنہوں نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندلی ہے۔ آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور نہیں سمجھتے۔ اس لئے کہ دیکھنا اور سمجھنا چاہتے نہیں کیونکہ ان کو حقیقی نور سے دشمنی ہے۔ بالفرض محال اگر ایسا ہوا بھی ہو۔ تو کون نیک چلنی اور نیک تعلیم سے۔ کیا تلوار سے نہیں؟ جبر سے نہیں؟ تحکم سے نہیں؟ کیا آج تک عرب مشرک نہیں ایک خدا کے ساتھ سنگ اسود کو نہیں رکھا ہوا۔ کیا سنگ اسود کو پوجکر اور قبر پرستی کرکے بت پرست نہیں۔ کیا آج تک کھجوروں کی شراب نہیں بنائی جاتی؟ اور وہ کون پیتے ہیں کیا وہ سب آل رسول۔ مہاجرین اور انصار نہیں؟ کیا آج تک عرب میں متعہ نہیں ہوتا۔ ایک حاجی صاحب نے بیان کیا کہ ایک عورت اُن سے مکہ میں ملی جس نے بیان کیا کہ ۳۰ نکاح کر چکی ہے۔ اب ان سے نکاح کی درخواست کی۔ کہ جب تک حج کے ایام پورے نہ ہوں ان کے ساتھ رہے۔ کیا یہہ زناکاری دین کے پردہ میں نہیں؟ کیا قماربازی نہیں ہوتی؟ کیا چوری اور راہزنی عرب میں نہیں۔ اگر وہاں نہیں تو پھر کہیں بھی نہیں۔ جس طرح آپ یہاں ہند میں بزیر سایہ سرکار انگریزی بآرام زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اپنے حضرت کے دیس میں جا رہئے۔ تب آپ کو معلوم ہو کہ چوری اور راہزنی کون لوگ کرتے ہیں۔ جناب بندہ وہ تو آج بھی کسی بادشاہ کے ماتحت نہیں کیونکہ ان کا پیشہ ہی چوری اور راہزنی ہے اور یہی آپ کے حضرت نے انکو جہاد میں سکھلایا۔ کافروں کو تو الگ رہا اپنے ہی بھائیوں اور کافروں کو لوٹ مار کر گزارہ کرتے ہیں۔ اور غالباً اسیلئے حج محمدیوں پر محمد نے فرض ٹھہرایا کہ عرب حاجیوں کو لوٹ مار کر گزارہ کیا کریں۔ شرم ہے ایسے دین اور اُسکی تعلیم پر۔

صفحہ ۱۵ پر ابوبکر کے انکار عائشہ کی بابت کے بارے میں صادق علی صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر حضرت ابوبکر صدیق نے اُن کی صغرسنی کا عام خیالات کے موافق پہلے عذر کیا ہوگا"۔ ہوگا نہیں۔ کیا اور ضرور کیا۔ آپ کو شک کیوں ہے۔ اگر اس عمر کی لڑکیاں بیاہی جاتی ہیں تو فرمائیے آج کل مسلمانوں میں ایسے بڈھوں کے گلے کتنی لڑکیاں باندھدی ہیں اگر آج کسی شریف محمدی کی ایسی عمر کی لڑکی کے واسطے کوئی ایسا بڈھا درخواست کرے تو کیا وہ خوش ہوگا اور خوشی سے دیدیگا۔ اور اس بڈھے کی نسبت اس کا کیا خیال ہوگا؟ انصاف۔ انصاف۔

ہر کہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں کہ امہات المومنین کے دوسرے نکاح نہ کرنے کی وجہ یہہ تھی کہ "ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ بیوہ اور آزاد رہکر اسلامی مشنری بنیں"۔ جناب اس کا ثبوت۔ عائشہ کس ملک میں مشنری بنکر گئی۔ زینب کہاں کی مشنری لیڈی تھی۔ حفصہ نے کس ملک میں دین اسلام پھیلایا۔ حضرت مشنری بننے کا تو وہ وقت تھا جبکہ سودہ کو زوجیت سے آزاد کر دیا تھا تو چاہیے تھا کہ حضرت اُسے ہند یا چین یا یورپ کو بھیجدیتے۔ کس ملک میں محمدی مشنری گئے۔ اور اسلام کلام سے پھیلایا۔ یہہ سب تلوار کی بدولت ہے۔ مشنری بننے کا جھوٹا خیال ہے۔ حضرت مشنری بنانے کو خدا کے لئے عورتیں جمع نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے لئے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ میں بغیر عورت کے نہیں رہ سکتا۔ آپ کا دعویٰ بلا ثبوت بالکل لغو ہے +

صفحہ ۵۳ "بعد ہجرت کے جب کچھ امن ملا۔ تب اس ضروری غرض کے واسطے زیادہ نکاح کرنے کا موقعہ ملا"۔ "ضروری غرض"۔ اگر اسے مشنری بنانا منظور تھا۔ تب تو یہہ غرض پوری نہ ہوئی۔ اگر اُسے اولاد منظور ہے تو بھی یہہ غرض پوری نہ ہوئی۔

اگر یہہ "ضروری غرض" امہات المومنین کے دعوے کے مطابق ہی تب تو یہہ غرض پوری ہوئی۔ یہی ہمارا مدعا ہی اور یہی حضرت کا مدعا تھا۔ اس لئے تو سودہ کو طلاق ملی یا آزادی گئی۔ کہ عائشہ کو دو رات ملیں اور مرنے کے وقت بھی مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت کو یہی خواہش تھی کہ عائشہ کے گھر ہوں۔ چنانچہ بیماری کے وقت جب حضرت نے کہا کہ میں کل کہاں ہونگا تو اُن کی مراد عائشہ کے گھر سے تھی۔ مرتے مرتے بھی حضرت کو عائشہ نہیں بھولتی۔ اور بھولتی بھی کیسے؟

صفحہ ۵۳ "ساری مکی سورتیں مکہ میں نازل نہیں ہوئیں" تو پھر ان پر مکی کس نے لکھدیا۔ یہود نے یا نصاریٰ نے خالق صاحب پر آپ کی ناراضگی کیوں ہی مسلمانوں کو کوسئے جنہوں نے مدنی سورتوں پر مکی لکھدیا۔ شایق صاحب نے تو جو کچھ آپ کے قرآن اور احادیث میں ہی سو بیان کردیا دھوکا ہی تو مسلمانوں کا نہ مصنف امہات المومنین کا ؛

صفحہ ۵۶ "عام حالت میں تعداد ازواج کے نتیجے بُرے پیدا ہوئے ہیں" تو پھر کیا اس لئے کثرت ازواج محمد کے لئے جایز سمجھا گیا؟ شرم

صفحہ ۵۷ "کثرت ازواج شراب کے برابر بُرا نہیں" بُرا تو ہی تو پھر محمد نے بُرا کیا جو بُرا ہی سو گناہ ہی۔ پس محمد نے گناہ کیا۔ کہاں ہیں محمد حسین صاحب ذرا انصاف کریں اور اپنے وعدہ کو پورا کریں +

صفحہ ۶۱۔ عائشہ کا بہتاں "اول حضرت بھی سُنکر تردد کی حالت میں ہوئے،، مگر جب کچھ عرصہ بعد وحی سے معلوم ہوگیا کہ یہہ بہتان ہی تب اطمینان ہوگیا" کہ اس معاملہ میں محمد کے خدا نے محمد سے مکر کیا تھا جیسے کہ مسیح کے مصلوب ہونے کے بارے میں یہود سے کیا کہ اپنے نبی کو تردد میں ڈالا۔ پھر وحی سے اطمینان کیا۔ اور وحی کا گواہ کون ہی۔ عائشہ کے بہتان کے تو بہتیرے گواہ تھے۔ خود حضرت علی مرتضیٰ بھی عائشہ کے خلاف تھے۔ مگر حضرت کی اپنی گواہی تھی کہ وہ عائشہ کو چھوڑ نہ سکتے تھے جس کے لیئے وحی کا نسخہ استعمال کرنا پڑا۔ جب آیت آگئی تو پھر ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

زینب کے معاملہ میں جو شایق صاحب نے لکھا ہی کہ ضرورت صرف اس کی تھی کہ حضرت متبنیٰ کی جورو سے عشق لگاویں۔ اور اس کو طلاق دلوا کر جورو بناویں۔ اور زید پر بہتان باندھیں اور بندوں کو گمراہ کریں اور اپنے حامی مولویوں کو نادم کرائیں۔ اس کا جواب صادق علی صاحب نے یہہ دیا ہی کہ "ضرورت تو اس بات کی تھی کہ خوب شراب پیویں نشہ کی حالت میں ماں کی بے عزتی کریں وغیرہ وغیرہ۔ صفحہ ۷۲ - لیجیے یہہ جواب ہی۔ قریباً تمام کتاب ایسی ہی لغویات اور جھوٹے بیانات اور واہیات جوابات سے بھری ہی ایک اعتراض کا بھی جواب نہیں دیا تو اس کے یہہ معنے ہونگے کہ حضرت نے ضرور بہو سے عشق لگایا +

صفحہ ۷۹ "عیسائی مذہب میں ایک فرقہ یونیٹیرین ہی۔ جس میں لاکھوں عیسائی انگلینڈ اور امریکہ اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں داخل ہیں۔ ان کا اعتقاد ہی کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے" تو بھلا اس جھوٹ کی بھی حد ہی۔ آج تک دنیا میں کوئی ایسا فرقہ مسیحی نہیں ہوا جس نے یہہ دعویٰ کیا ہو اور پھر مسیحی کہلایا ہو۔ فرد کا یہاں ذکر نہیں۔ یونی ٹیرین تو مسیح کی پیدائش کو ویسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ انجیل مقدس میں مرقوم ہی آپ تحقیق کریں شایق صاحب سے ہی پوچھ لیں وہ یونی ٹیرین کہلاتے ہیں یہہ آپ کا جواب متعہ کے جواب میں ہی۔ بالفرض محال اگر کوئی ایسا شخص یورپ یا امریکہ میں پیدا ہوگیا تو کیا متعہ جایز ہوگیا؟ واہ آپ کی دلیل اور آپ کی لیاقت +

صفحہ ۷۳۔ حضرت محمد میں ۳۰ یا ۴۰ آدمیوں کی طاقت کے جواب میں صادق علی صاحب فرماتے کہ "جن حدیثوں میں ایسی باتوں کا ذکر ہی اُن میں سے اکثر تو صحیح نہیں اور بعض صحیح کتابوں میں نقل ہوئی ہیں۔ وہ بعض صحابہ کے اثر ہیں خدا اور رسول کا فرمان نہیں" کیوں نہ ہو یہہ نسخہ اچھا ملا ہوا کہ حدیث صحیح نہیں۔ اور جب صحیح حدیث سے بتلاؤ۔ تو وہ صحابہ کا اثر ہی۔ بہتر ہی کہ کوشش کرکے احادیث کو صفحہ ہستی سے مٹادو۔ اصحابہ معتبر ہیں یا آپ۔ آخر اُنہوں نے جس کوشش سے صحیح حسن مفصل احادیث کو جمع کیا ہی مسلمان اس کے شاہد ہیں آپ کو چونکہ یہہ بات بُری معلوم ہوتی ہی۔ اس لئے آپ غلط کہکر پلا چھڑاتے ہیں مگر چھوٹتا نہیں۔ حضرت کو ضرور ایسی طاقت تھی۔ کیونکہ صحابہ بیان کرتے ہیں وہ اسلام میں آپ کی نسبت زیادہ معتبر اور راستگو سمجھے جاتے ہیں اگر نہیں تو نہ صرف حدیث بلکہ قرآن بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ بھی صحابہ نے جمع کیا۔ محمد نے کتاب نہیں بنائی ذرا غور کرو +

صفحہ ۸۱۔ میں زید کے متبنیٰ ہونے سے انکار کرکے کہتے ہیں کہ "البتہ لوگ زید کو ابن محمد کہتے تھے۔" تو کیا زینب سے عشق لگانے سے پہلے کبھی محمد نے لوگوں کو منع کیا؟ بس ان کی خاموشی نیم رضا سمجھئے اور احادیث کو صحیح مانئے جن میں محمد نے زید کو عرب کی رسم کے مطابق متبنیٰ بنایا تھا پھر بہو کو بے نکاح جورو بنانا سمجھ میں آجائیگا +

باقی

آیندہ

مسیح کی تعلیم

بقیہ نواں باب

مسیح کی تعلیم راستبازی کی بابت

جب سبت کا دن انسان کے واسطے ہوا مسیح نے یہہ دعویٰ کیا کہ ابن آدم او رآدمزاد کا سراور سبت کے دن کا خداوند ہوکے اس کا حق تھا کہ وہ اس دن کو اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاوے اور اپنی کلیسیا کو اُسکے استعمال کرنیکا طریقہ بتاوے وہ سبت کے دن چنگا کرنے سے باز نہیں رہتا تھا اور نالش کرنے والوں کو یوں جواب دیا کہ ”سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے (متی ۱۲: ۱۲) مسیح کے لوگ مسیح کے نمونہ اور بتانیسے سبت کے دن کے ظاہری رسوم کی پابندی سے آزاد کئے گئے اور اس آزادی کو پاکے لازم ہے کہ مسیح کے لوگ اور کلیسیا اس دن کی آزادگی کو اسی طور سے استعمال کریں اور قواعد بنادیں کہ موقعہ کے مطابق اس دن کے وسیلہ سے انسان کی نیکی اور بہتری ہووے۔

(۳) پھر مقرر دنوں اور وقتوں کے روزہ رکھنے کی بابت مسیح نے یہی تعلیم دی کہ وہ ظاہرداری کے کام ہیں اور خدا کی بادشاہت کی راستبازی میں ضروری فرض نہیں ہیں دیکھو (مرقس ۲: ۱۸-۲۲) اس نے ان کے لئے حکم نہیں دیا۔ بیشک جب آدمی کا دل گناہ یا کسی دوسری دینی بات کے سبب سے غم میں پڑتا ہے تو اسی حالت میں آپ سے آپ کھانے کی پرہیزگاری اور دنیاوی خوشیوں سے ہاتھ اٹھانا مناسب ہے لیکن ایسی پرہیزگاری سچ ہو اگر وہ دل کی پوشیدہ حالت کا نشان ہو۔ مسیح کے شاگرد جب تک مسیح کی صحبت کی خوشی میں شریک تھے کبھی روزہ نہیں رکھتے تھے۔ مرقس کی انجیل کے ۹ باب اور ۲۹ آیت میں لکھا ہے کہ یسوع نے کہا کہ ”یہہ جنس سوا دعا اور روزہ کے کسی اور طرح سے نکل نہیں سکتی لیکن معلوم ہو گیا کہ یہہ لفظ ”روزہ“ شروع کی انجیل کی پہلی لکھاوٹوں میں نہیں ملا۔ بات یہہ ہے کہ روزہ جو مقرر دنوں اور وقتونکے سبب رکھتا ہے مسیح کی بادشاہت کے انتظام کے خلاف ہے کیونکہ یہہ ہوسکتا کہ ایسا روزہ اُن دنوں اور وقتونکے دل کی اندرونی حالت کے خلاف ہووے۔ مرقس ۲: ۱۹ میں یوں لکھا ہے کہ ”کیا براتی جبتک کہ دولہا اُنکے ساتھ ہے روزہ رکھ سکتے ہیں؟ وہ جبتک کہ دولہا انکے ساتھ ہے روزہ رکھ نہیں سکتے“ مسیحی کلیسیا میں روزہ رکھنیکے موقعے ایسے نہیں ہیں جیسے یہودیونکے بیچ میں کیونکہ روح کے وسیلے دولہا یعنے مسیح انکے ساتھ ہی ساتھ رہتا ہے۔

پس روزہ میں بھی سب مسیحیونکو آزادگی ہے اور ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اور کسی دنیوی کھانے پینے سے اپنا انکار کرے یا نکرے۔ ہر ایک ایسا کرے جیسا اُسکی عقل اور تجربے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے یا اپنا یا دوسرے بھائی بہن کا روحانی فایدہ ہو۔

(۴) پھر کہ عبادت کرنا مسیح کے اس بھاری روحانی اور اندرونی قانون پر موقوف ہے اور مسیح کا عظیم کلام جو سامریہ کے کنوے پر کہا گیا ثبوت بتاتا ہے (یوحنا ۴: ۲۴) ”خدا روح ہے اور اسکے پرستاروں پر فرض ہے کہ روح اور راستی سے اس کی پرستش کریں“ باپ بھی اپنے پرستاروں کو چاہتا ہے کہ ایسے ہوویں۔ (یوحنا ۴: ۲۳) اسی کلام سے مسیح یہہ تعلیم دیتا ہے کہ نہ تو پاک جگہہ نہ مقرر رسومات نہ پادری کا ظاہر ہونا نہ کوئی باہری رسم خدا کی عبادت کرنے کے لئے ضرور ہیں۔ خدا ایسی عبادت قبول کرتا ہے جس میں پرستار کی اندرونی حالت یعنے اس کا دلی خیال خدا کی طرف صادق اور روحانی ہو۔ جب وہ خدا کے حضور بندگی کرنے کو جاتا۔

(۵) اگر ہم پہاڑی وعظ پر غور کریں ہم دیکھینگے کہ راستبازی کی اندرونی تعلیم میں ایک نئی اور بھاری بات ظاہر ہوتی ہے۔ مسیح نے اس وعظ میں جو اس کی بادشاہت کا اظہارنامہ ہے انسان کی زندگی کے دستوروں اور اخلاقی قوانین پر تعلیم دی جس کا خلاصہ دس احکام میں ملتا ہے اور خاصکر کے اُن حکموں پر جو دوسری تختی کے ہیں اور جن میں آدمیوں کے باہمی فرایض کا ذکر ہے۔ ان احکام کی بابت یہودی لوگوں نے یہہ ٹھہرایا کہ ظاہری عملی طور سے کرنا کافی ہے لیکن اس کے علاوہ مسیح نے سمجھایا کہ پورا کرنے کے لئے نیت بھی درست ہونی چاہئے اس نے یہودیوں کا خیال شریعت کی بابت بدل کرکے بتایا کہ راستبازی ظاہرداری میں نہیں بلکہ اس کی خوبی اندرونی ہے۔

مثلاً چھٹے حکم میں لکھا ہے کہ ”تو خون مت کر“ مسیح کی تعلیم سے اس حکم میں خون کرنیکا خیال ہی نہیں بلکہ کینہ رکھنے کا دلی خیال بھی اس میں منسوب ہے۔ ویسے ہی ساتویں حکم میں عورت پر بدنگاہی زنا میں شامل ہے۔ پھر یہہ لفظ ”کہ تو جھوٹی قسم مت کھا“ نویں حکم سے تعلق رکھتے ہیں اور مسیح نے ان کا حوالہ دیکر اسی طرح سے تعلیم دی کہ خدا کی بادشاہت میں ایسی دلی سچائی اور وفاداری لازم ہے کہ بات کرنے کے وقت بغیر قسم کھائے صاف اور سیدھی باتیں آپ سے آپ منہہ سے نکلینگی۔ پھر خیرات دینے اور دعا کرنے اور روزہ رکھنے کی قدر ایسی بتائی گئی کہ اگر دکھانے کے لئے ہے یا کرنے والیکے دل کا خیال خدا کیطرف سچا نہ ہو تو وہ سب کے سب ناچیز اور عبث ہیں۔

بقیہ

کرم مارگ

درشن یعنے فیلسوفی

اس قسم کے کارن کوبی ورتا Vivarta اپادان کہتے ہیں یعنے علت فرضی - پرم برہم جگت کا صرف ویورتا اپادان کارن ہو اس ہی کا نام مایہ ہو وید منتر اور برہمنوں میں اس تعلیم کا نام و نشان نہیں ہو - ہم نے اپنیشدوں کے بیان میں اس ادیت مت کا کچھ بیان کیا ہو - اپنیشد ویدانت درشن کی بڑی مشہور تصنیفات سمجھی جاتی ہیں - اپنیشد میں برہم کو جگت کا اپادان کارن کہا گیا ہو لیکن اس مایہ کی تعلیم کی بہت چرچا نہیں ہو - اس لئے گمان کیا جاتا ہو کہ پچھلے زمانہ کے ویدانتی پنڈتوں نے اس تعلیم کو ایجاد کر کے ویدانت میں ڈالدیا ہوگا -

مایہ پرم برہم کی شکتی سروپ ہو - جب پرم برہم مایہ میں پیا جاتا ہو تو جگت پیدا ہوتا ہو - برہم نت مکت سبھاؤ ہو یعنے آزاد ہو - سو برہم ایک تو مایہ کے تحت میں بند ہو اور پھر آزاد بھی ہو - ناظرین ضرور خیال کریں گے کہ یہہ کیسی بات ہو - ویدانتی پنڈت اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ جب ہم درختوں کے جھنڈ کے درمیان سے آسمان کو دیکھتے ہیں تو ٹکڑے ٹکڑے نظر آتا ہو - پر حقیقت میں ٹکڑے نہیں ہو - اسی طرح اگرچہ برہم مایہ کے تحت میں خیال کیا جاتا ہو تو بھی وہ مایہ سے آزاد رہتا ہو - برہم - نرگن (بے صفات) نراکار (بے ڈیل ڈول بے جسم) نربکار (بے تبدیل) چیتن سروپ (زندہ) جیو در حقیقت پرم برہم کے سوائے اور کچھ نہیں ہو - جیو اور برہم کی یکتائی کو محسوس کر کے دلی آرام کو حاصل کرنا اس درشن کا مقصد ہو -

अयमात्माब्रह्म یعنے جیو آتما ہی برہم ہو
अहं ब्रह्मास्मि میں ہی برہم ہوں تत्व
मसि تو ہی وہ برہم ہو - جیو اور برہم کی یکتائی کے بارے میں اس قسم کے کلمات کو مہا بکیا کہتے ہیں - ان مہابکیوں کے معنے سوچکر جیو اور برہم کی یکتائی کو محسوس کرنا - تو گیان ہو - جب تو گیان حاصل ہو جاتا ہو تب جیو اور برہم میں کچھ بھید نہیں رہتا ہو - میں ہی برہم ہوں - جب یقینا معلوم ہوتا ہو تب صرف چیتن سروپ برہم ہی برہم رہ جاتا ہو - جب ایسی حالت ہوتی ہو تب مکتی ہوتی ہو - اور اسی کو نروان مکتی کہا جاتا ہو - ہم نے اپنیشد کے بیان میں پہلے بھی اس کا بیان کیا ہو - ان درشنوں کے ریویو میں بابو اکھے کمار دت صاحب فرماتے ہیں - ان چھٹوں درشنوں میں سے کسی ایک کے مصنف نے بھی دنیا کے خالق کی ہستی کو اچھے اور سچے طور سے نہیں مانا ہو - کپل رشی کا سانکھیہ شاستر تو صاف منکر ہو - پتنجلی نے ایشور کی ہستی کو مانا تو ہو - پر اس کو خالق جہان نہیں مانا - فقط بنانے والا - گوتم اور کنا د رشیوں کے بموجب جز پرمانو - یعنے ذرہ مادہ ازلی ہو - کسی سے پیدا نہیں ہو - قدیم میمانسا پنڈتوں نے ایشور کی ہستی کا تو صاف ہی انکار کیا ہو - ویدانت کے مطابق تو جگت پیدا ہی نہیں ہوا - ساری خلقت ایک بھرم ہو اس میں خالق کی گنجایش ہی کہاں ہو"

بابو اکھے کمار دت بنگال کے تعلیم یافتہ لوگوں میں معزز بلکہ رکن تھے - موجودہ بنگالی لٹریچر میں بطور سابق کے استادہ ہیں - اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ہم آپ ہی ہندو فیلسوفی کے دہریہ کہیں - بلکہ ہم نے اس بزرگ کے قول کا اقتباس کیا ہو - اب اے تعلیم یافتہ ہندو کیا تم اپنے اس بزرگ عالم اور فخر بنگال کی رائے کو قبول کروگے یا نہیں تم جو اپنے فیلسوفی ذہن و ذکاوت کی ہمیشہ تعریف کرتے آئے ہو اور ان پر فخر کرتے ہو کیا کبھی اس بات کو صدق دل سے دریافت کیا کہ ان کی فیلسوفی کس قدر بدعت اور غلطی سے پُر تھی - تمہارے ویدک اجداد نے نیچر کی طاقتوں کو اندر اگنی وغیرہ مختلف دیوتا تصور کر کے مختلف قربانیوں کے ساتھ ان کی پرستش کی - تمہارے اپنیشد کے رشیوں نے جگت کے علت ازلی خدائے واحد کی تھوڑی بہت خبر پاکر بھی اسے قبول نہیں کیا - انہوں نے اس خدائے واحد برہم کو جیو کے ساتھ ایک کر کے تصور کیا - اور اسی طرح برہم گیان کو اتمک گیان سے بدل ڈالا - انسان ہو کر اپنے تئیں ایشور جانا +

میں ہی برہم ہوں کیا ہی خطرناک خیال ہو اے ادنیٰ مخلوق بشر تو اپنے تئیں لامحدود بعید الفہم قادر مطلق خدا سمجھتا ہو - کیا ہی جھوٹا فخر - کیا ہی بے ادبی - اے اہل ہنود تمہارے پنڈتوں نے دھرم کے نام سے محض دہریہ پن پھیلایا سب ہی مایہ ہو - سب بھرم سب ہی تصور ہو - خدا کی عجیب خلقت کے بھید کو دریافت کرنے کے لئے ناقابل ہو کر انہوں اپنے خالق کا ہی انکار کیا - وہ اس جسم کو دکھ کا سبب تصور کر کے جسم کو روح سے علیحدہ کر کے جسم کے تحت سے چھوٹنے ہی کو نجات سمجھے خدا عادل اور غیور خدا ہو - اسکی اخلاق شریعت کی نافرمانی ہی گناہ ہو - اس گناہ اور گناہ کی سزا کا موقوف ہونا ہی نجات حقیقی ہو - انہوں نے اس نجات کے بھید کو نہیں سمجھا - انہوں نے تمام

قصور مادہ پر لاحق کیا۔ کہ جو کچھ قصور ہے مادہ ہی کا ہے۔
جز بنفسہ مادہ کے تحت میں آنا ہی دکھ کا باعث ہے۔ سو
مادہ کو فراموش کرو۔ لیکن مادہ ازلی شے ہے۔ اُن کے
ایک طرف مٹیریل ازم Materialism.
اور دوسری طرف مایہ اور ہمہ اوست کی تعلیم ہے۔ کیسی
بھاری حماقت کو اُنہوں نے اختیار کیا ہے کیا ہی
اندھیرے ممالک میں آوارہ۔ گمراہ۔ سرگردان پھرتے
تھے۔ روشنی کا ذرہ بھی موجود نہ تھا۔ مقدس پولوس
نے اپنے ہمزمانہ یونانی اور رومیوں کے بارے
میں جو کہا تھا۔ قدیم ہندو رشیوں کے بارے میں
بھی صادق آتا ہے۔ "انہوں نے اگرچہ خدا کو پہچانا تو
بھی خدائی کے لائق اس کی بزرگی اور شکر گذاری نہ کی۔
بلکہ اپنے خیالوں میں بیہودہ ہو گئے۔ اور ان کے
ناسمجھ دل تاریک ہو گئے۔ وہ آپ کو دانا ٹھہرا کر نادان
ہو گئے۔ رومی ۱: ۲۱-۲۲۔ یہی دہریہ درشن والے
وید کے رکشک (محافظ) تھے۔ اگر ہم یہہ کہیں کہ انہوں
نے وید کے قلعہ میں بیٹھکر ایک ایک کر کے وید کی
بنیاد کے پتھروں کو اکھاڑ ڈالا تو شاید مبالغہ نہیں اس
سے ہم کو کچھ افسوس نہیں۔ لیکن ہندوستان کو سخت
نقصان پہنچا ہے۔ اگر ہندوستان ویدک رسومات
میں لگا رہتا۔ تو جس قدر اسکو اس حالت میں اٹھانا نصیب
ہوتا اب ایسا آسان نہیں ہے۔ مایہ کی تعلیم۔ آواگون
کی تعلیم۔ تقدیر کی تعلیم۔ اہل ہنود کے رگ و ریشہ
میں جذب ہو گئی۔ بڑے بڑے بھاری تعلیم یافتہ
پنڈتوں سے لیکر موجودہ جاہل عورت تک آپ کو
اہم برہم (میں ہی خدا ہوں) سمجھتے ہیں۔ جو کچھ تقدیر
میں لکھا ہے مٹ نہیں سکتا۔ نہ نیکی ہے نہ بدی ہے۔ جو کچھ
کرتا ہے ایشور ہی کرتا ہے۔ میں نامے کوئی شخص نہیں ہے۔
جو کچھ کرتا ہے وہی کراتا ہے۔ میں اپنے اعمال کا ذمہ وار
نہیں ہوں۔ اگر کوئی ہے تو میں ہی ہوں میری عدالت
کرنے والا کوئی خدا نہیں۔ کیا سخت بطالت انسان
کی ذات کا کیا ہی زوال اسوقت دھرم کی طرف سے
لوگوں کو کیا ہی نفرت ہوئی تھی۔ سو چرباک درشن
سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ گو کہ کوئی اصل ہندو
چرباک کو اپنے زمرہ میں شامل نہیں کرتے اور اسے
ناستک کہکر گالیاں دیتے ہیں تو بھی اس قدیم زمانہ
میں دھرم کی طرف لوگوں کی جیسے نفرت پیدا ہوئی
چرباک نے اس کا خوب خاکہ کھینچا ہے اور خوب ہی
تصویر اتاری ہے۔ ہم ناظرین کی واقفیت کے واسطے
چارباغ درشن کے چند قول اقتباس کرتے ہیں +

न स्वर्गो नापवर्गो वा नैवात्मा पारलौ
किकः।
नैव वर्णाश्रमादीनां क्रियाश्च फलदा
यिकाः॥
अग्निहोत्रं त्रयो वेदास्त्रिदण्डं भस्म
गुण्ठनम्।
बुद्धिपौरुषहीनानां जीविका धातृ
निर्मिता॥
पशुश्चेन्निहतः स्वर्गं ज्योतिष्टोमे
गमिष्यति।
स्वपिता यजमानेन तत्र कस्मान्न
हिंस्यते॥
मृतानामपि जन्तूनां श्राद्धं चेत्तृ
प्तिकारणम्।
गच्छतामिह जन्तूनां व्यर्थं पाथेय
कल्पनम्॥
स्वर्गस्थिता यदा तृप्तिं गच्छेयु
स्तत्र दानतः।
प्रासादस्योपरिस्थानामत्र कस्मा
न्न दीयते॥
यावज्जीवेत् सुखं जीवेदृणं कृत्वा
घृतं पिबेत्।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागम
नं कुतः॥
यदि गच्छेत् परं लोकं देहादेष
विनिर्गतः।
कस्माद् भूयो न चायाति ब
न्धुस्नेहसमाकुलः॥
ततश्च जीवनोपायो ब्राह्मणै
र्विहितस्त्विह॥
मृतानां प्रेतकार्याणि न त्वन्यद्वि
द्यते क्वचित्॥
त्रयो वेदस्य कर्तारो भण्डधूर्त
निशाचराः।
जर्फरीतुर्फरीत्यादि पण्डि
तानां वचः स्मृतम्॥
अश्वस्यात्र हि शिश्नं तु पत्नी
ग्राह्यं प्रकीर्तितम्।
भण्डैस्तद्वत् परं चैव ग्राह्य
जातं प्रकीर्तितम्॥
मांसानां खादनं तद्वन्निशाचर
समीरितम्॥

نہ سرگ ہے نہ عاقبت ہے۔ نہ پرلوک میں روحیں رہتی
ہیں نہ برہمن وغیرہ برن اسرم دھرم ہے اور نہ برہم۔
چارج وغیرہ اسرم کی کریہ کچھ پھل دیتی ہے۔ اگنی ہوتر۔
تین وید۔ تری ڈنڈ (جنیو) جسم میں راکھ ملنا۔ سب خدا
نے نادان بیوقوفوں کے گذارہ کا انتظام کیا ہے +

واقعات اور رائیں

ایک عالم نے معلوم کیا ہے کہ جس گھر میں مکھیاں بہت ہوں اور ستاتی ہوں اس گھر میں اگر ایک ارنڈ کا پیڑ کسی کمرے میں رکھدیا جاوے تو وہ بہت ہی جلد غائب ہو جاوینگی۔ شاید اس پیڑ سے ہوا میں ایک ایسا تیل نکلتا رہتا ہے جو مکھیوں کے مارنے میں بہت ہی کارآمد ہوتا ہے۔ ارنڈ کے پیڑوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ گرمی و سردی اور ہوا کے تغیرات کو روکتے ہیں۔ اگر مندرجہ بالا تجربہ ٹھیک ہے تو گرمی اور برسات کے موسم میں مکھیوں سے بہ آسانی آرام مل سکا کریگا ؏

ایک ولایتی اخبار میں شاہنشاہ جرمنی کے گھرانے اور ایک دہقانی کے گھرانے کی عجیب وغریب مطابقت کا حال شایع ہوا ہے۔ جس دن شاہنشاہ اور شاہنشاہزادی کی شادی ہوئی اسی روز ایک دہقانی کی بھی شادی ہوئی۔ شاہنشاہ اور دہقانی دونوں کا پہلا نام مریم ہے۔ جس دن شاہنشاہ جرمنی کا ولی عہد پیدا ہوا اسی دن دہقانی کا پلوٹھا بیٹا بھی پیدا ہوا۔ بعد اس کے دہقانی کے گھر پانچ لڑکے اور پیدا ہوئے ان کی پیدائش کی تاریخ وہی تھی جو شاہنشاہ جرمنی کے باقی پانچ شاہزادوں کی تھی۔ شاہنشاہ اور بیگم اس مطابقت کا حال سنکر بہت ہی متعجب ہوئے۔ مگر ان کی حیرانی بہت ہی بڑھ گئی۔ جب ان کے گھر میں ایک شاہزادی پیدا ہوئی اور اسی روز اس دہقان کے گھر میں بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ شاہنشاہ اس لڑکی کے دھرم باپ بن گئے ہیں اور اس کی آیندہ تربیت وتعلیم کے لئے پکا بندوبست کردیا گیا ہے ؏

سیونی مالوہ میں ہندوستانی مسیحی زور اور شمار میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ اُن میں سے اکثر کپڑا بُننے کا کام کرتے اور روئی وغیرہ نقد قیمت پر مول لیتے ہیں۔ اس واسطے یہہ لوگ ہندوؤں کی نسبت سستا کپڑا بیچتے ہیں۔ وہاں کے ہندو اور محمدی جیسا کہ ہر زمانے اور ہر ملک میں ہوتا آیا ہے کہ غیر اقوام مسیحیوں کی ترقی کو دیکھکر جل بھُن جاتے ہیں اور مخالفت پر آمادہ ہو جاتے رہے ہیں "مسیحیوں کی مخالفت کرنے لگے۔ چنانچہ فساد کرنے پر آمادہ ہوگئے اور ایک برہمن ایک مسیحی لڑکے کو پکڑکے مارنے لگا اور جھگڑا بڑھ گیا سینکڑوں ہندو وہاں اکھٹے ہوگئے باوجودے کہ پولیس بھی آگئی تو بھی فساد بڑھتا گیا۔ مسیحیوں کو پکڑ پکڑ کے سامنے لائے اور اُن کو قسم کھانے کو کہا پر اُنہوں نے بڑی جوانمردی سے جواب دیا "ہرگز نہیں چاہیئے تم ہمارے سر کاٹ ڈالو ہم یسوع مسیح کی خاطر اپنی جان دیدیں گے" بڑی کوشش سے اس وقت لوگ دھیمے ہوئے۔ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب تحقیقات کو آئے۔ ہندوؤں نے دعوی کیا کہ مسیحیوں نے ہمارے مندر میں گھس کے مورتوں کو توڑ ڈالا۔ ۱۳ مسیحی پکڑے گئے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یہہ سب بناوٹ تھی۔ مجسٹریٹ صاحب نے دونوں فریق سے ایک سال تک امن رکھنے کے لئے مچلکے لے کے انہیں چھوڑ دیا۔ لیکن چھ لڑکوں کو بید لگوائے ؏

ہندوستانی مسیحی لیڈی کرنیلیا

سہراب جی نے جو پہلی لیڈی بیرسٹر ہیں ولایت کے مشہور رسالہ بنام "انیسویں صدی" میں ایک کہانی لکھی ہے۔ اس کا عنوان "ہندوستانی وبا کی کہانی" ہے۔ یہہ کہانی کیا عبارت اور مضمون کے لحاظ سے بہت ہی عمدہ اور دلچسپ ہے۔ ہم ہندوستانی مسیحیوں کے لئے اس قسم کی کتابوں کی بڑی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اس ملک میں اب کثرت سے تعلیم یافتہ مسیحی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں اگر وہ اپنی قلموں کا مناسب استعمال کریں اور کلیسیا کی ترقی اور غیر قوموں میں انجیل کی بشارت کے مقصد کو مدنظر رکھکر کچھ کچھ لکھنا شروع کریں تو ہم کو یقین ہے کہ ہندوستانی مسیحی جوان مردوں اور عورتوں میں کئی ایسے نکل آویں گے کہ جن کی تحریریں نہ صرف مسیحیوں میں بلکہ غیر قوموں میں بھی بڑی دلچسپی سے پڑھی جاوینگی۔ روزمرہ کا تجربہ بظاہر کررہا کہ اگر مسیحی جوان کوشش کریں تو وہ کسی بات میں بھی اس ملک کے دیگر باشندوں سے کم نہیں رہتے بلکہ بعض حالتوں میں بڑھ جاتے ہیں ہم کو یقین ہے کہ اگر مسیحی جوان تحریر کی طرف توجہ کریں تو وہ ضرور ایسی ایسی کتابیں تصنیف کرسکیں گے کہ جو اس ملک کے لوگوں کے لئے بہت ہی مفید ہونگی ؏

امریکہ کے پریسیڈنٹ مکنلی نے نومفتوحہ صوبہ کیوبہ میں جنرل برکس کو حکم بھیجا وہاں کی مردم شماری کیجاوے فلپاین میں حکومت بخوبی جمگئی۔ حکام فلپاین کے نام خاص حکم بھیجا کہ جبتک بغاوت کا قلع قمع نہ ہو تبتک انتظام کو سخت رکھیں ؏

امیر کابل نے ہندی و بیرونی لین دین کے لئے سرکاری ہنڈیاں جاری کیں کابلی روپیہ باہر نہ نکلیگا۔ یہہ بھی حکم دیا کہ بیرونجات کی دور افتادہ فوجیں کابل آئیں اور یہاں تربیت پائیں ؏

دُعا۔ دُعا۔ دُعا

دعا مجالی ہو بس ایزد کے در کی
دعا اک راہ ہو یزداں کے گھر کی
دعا اک تار ہو ابن و پدر کی
دعا ہو گفتگو باپ اور پسر کی
مجھے سکھلا دعا کرنا خداوند
رہوں تجھ میں ہمیشہ تک خورسند
دعا اک چارۂ مرغوب جانو
یہی اک نسخۂ مطلوب جانو
وصالِ عاشق و محبوب جانو
اسی کو جذبۂ مجذوب جانو
دعا کرنا میری عادت بنادے
خداوندا دعا کرنا سکھادے
دعا ہو قالبِ ایمان میں جان
یہی ہو خیمۂ یزدان و انسان
مشامِ روحِ ایزد کو ہو ریحان
یہی ہو ہدیۂ مقبولِ یزدان
مسیحا اب دعا کرنا سکھادے
دعا کا شاد کو خوگر بنادے

راقم

دینا ناتھ شاد

نظم

الٰہی دے مجھے علمِ معانی | کہ لکھوں اک فصاحت کی نشانی
صداقت کا ستارہ ہوئے روشن | نظر آوے مسیح کا اب نہ دشمن
کلامِ پاک کا ایسا اثر ہو | جو مردہ دل ہیں انکو بھی خبر ہو
کلامِ نظم کا یوں تا ماد تکے | شبِ تاریک میں جوں بجلی چمکے
نہ ہوتا گر مسیح دنیا میں پیدا | کہاں ارض و سما ہوتے ہویدا
کروں میں کس زباں سے شکر تیرا | میں ہوں بندہ تو ہو خالق جہاں کا
غزلِ یحییٰ کی ہو مقبولِ عیسیٰ | میں تیرے واسطے ہوں ہدیہ لایا

راقم

مولوی یحییٰ۔ بارکپور

غزل

انجیل ہو یا قلزمِ عرفاں مرے آگے
ہر لفظ ہو اک اخترِ تاباں مرے آگے
عیسیٰ کا جو ہو عارضِ تاباں مرے آگے
ذرہ سے ہو کم مہرِ درخشاں مرے آگے
توصیف میں عیسیٰ کی جو لکھتا ہوں میں اشعار
رہتا ہو ہر اک شخص ثناخواں مرے آگے
ہو آنکھ میں جو سرمۂ خاکِ درِ عیسیٰ
اِک خلد کا پھولا ہو گلستاں مرے آگے
تیری ہی عنایت سے حیاتِ ابدی ہو
ہو ورنہ یہہ جان اک تنِ بیجاں مرے آگے
اس بحر میں پڑھتا ہوں غزل اور اک انور
سُننے کو کہو آئیں سخنداں مرے آگے

دیگر

عیسیٰ کی ہو پیشانیٔ تاباں مرے آگے
ہو خال سے کم مہرِ درخشاں مرے آگے
باریکیاں انجیل کی میں سوچ رہا ہوں
مواج ہو اک چشمۂ عرفاں مرے آگے
ہو نگا نہ کبھی سلسلۂ کعبہ کا پابند
آئیگی نہ یہہ زلفِ پریشاں مرے آگے
اے حرص دکھا مجھکو نہ منہ مجھسے الگ رہ
مت لا جو نہ ہووے مرے شایاں مرے آگے
اندازہ مسرت کا خوشی کا نہیں انور
آجائیگا جو وقت وہ سلطاں مرے آگے

فی الموعظت

اے برادر بندگی کن بندہ وار
تا شوی آزاد از روزِ شمار
بندگی کن سہ مسیح از امرِ حق
تا نہ گردی در قیامت شرمسار
چند ایں بغض و حسد با مردماں
چند ایں طراریٔ روباہ وار
چند ایں بازیچۂ دنیائے دوں
چند ایں حرص و ہوائے نابکار
مثلِ انور باز آ و توبہ کن
چند رانی شہوت آخر شرمدار

راقم

راما نند انور

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپی ہونگی ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
قیمت تین کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ ضمیمہ و محصول فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
طالبعلموں کیلئے جو ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کیواسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ سوائیلی کے اہتمام سے چھپا